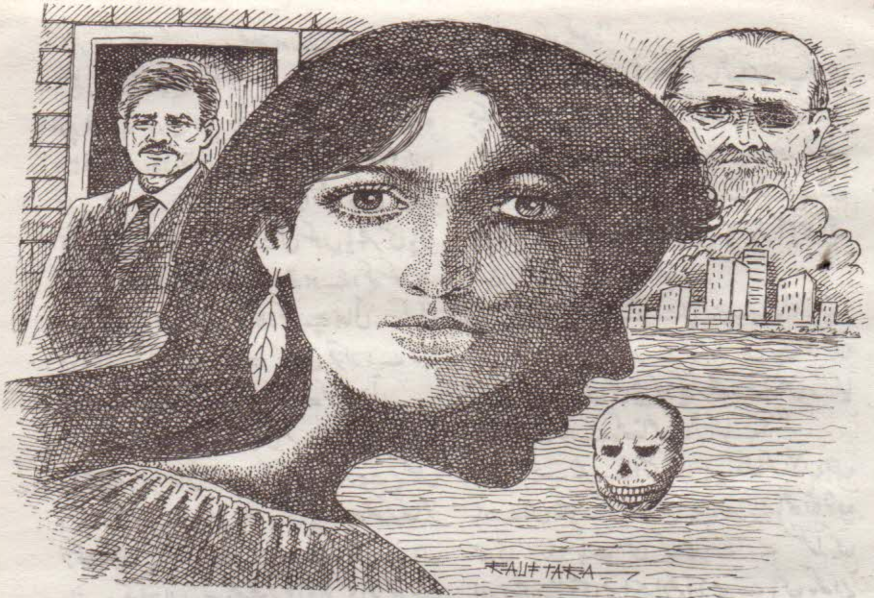

رات کی کہانی

فلک زاہد-لاہور

چاند کی روپہلی چاندنی سمندر کنارے عجیب سماں پیدا کررہی تھی کہ اتنے میں سطح سمندر پر ایک خوبرو دلکش اور دلفریب دوشیزہ نمودار ہوئی اس کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور پھر......

ایک عجیب وغریب......دلفریب فرحت بخش نا قابل یقین حقیقت پر مبنی کہانی

میری عمر پندرہ سال سے زیادہ نہ تھی جب میں اور میری فیملی اپنی زیادہ تر موسم سرما کی چھٹیاں سمندر کے کنارے بنے ایک چھوٹے سے کاٹیج میں گزارا کرتے تھے۔ مغربی ویلز میرے اور میرے بڑے بھائی کے لئے دوسرے گھر جیسا تھا۔ وہاں کی آب وہوا میں کچھ الگ ہی اپنا پن اور جادو سا تھا۔ جب سمندر کی لہریں خاموشی سے ساحل کنارے سے ٹکراتیں تو پانی کے شور کی آواز مجھے اپنے کمرے کی کھڑکی کے ذریعے سنائی دیتی ہر رات میں خالی الذہن آنکھیں کھولے آرام سے اپنے بستر پر لیٹ جاتی اور سمندر کی لہروں کی پر سکون آوازیں سنتی رہتی جو مجھ پر ماں کی سنائی ہوئی لوری کے جیسا کام کرتی اور میں سمندر کی لہروں کے ساتھ نیند کی وادیوں میں کہیں گم ہو جاتی۔

ہم دونوں بہن بھائی اتنا زیادہ تر وقت سمندر

www.urdupalace.com

کنارے ساحل کی ریت پر کھیلتے ہوئے گزارتے جو کافی وسیع رقبے تک پھیلا ہوتا تھا سمندر کے شفاف پانی کے اوپر ڈوبتے سورج کا وہ دلفریب منظر اس قدر سحر زدہ ہوتا تھا کہ میں کافی دیر اس کے سحر میں جکڑی رہتی تھی ان لمحات میں میرے دل میں شدید خواہش جاگتی تھی کہ کاش میں کبھی کسی جل پری سے مل سکوں یا پھر کسی پانی کے گھوڑے کو ہی کف دریا پر تیرتے ہوئے دیکھ سکوں۔ جب میں اپنی ان خواہشات کا ذکر اپنے بھائی سے کرتی تو وہ ہنس کر میرے خیالات کو خیالی قرار دے دیتا اور میں اس کے ایسا کہنے پر چپ سادھ کر رہ جاتی۔

وہ دن بھی باقی دنوں کی طرح ایک عام سا دن تھا میں اور میرا بھائی سمندر کے کنارے ریت پر کھیل رہے تھے جب ہی میں پانی پر کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑا گئی۔ بہ مشکل سنبھلنے کے بعد جب میں نے اس جانب دیکھا جہاں سے مجھے ٹھوکر لگی تھی تو کسی چیز کو ریت کے اندر چمکتے ہوئے پایا اس پر سے سمندر کی لہریں آ جا رہی تھیں۔ میں اس کے قریب پہنچی تو وہ چیز سورج کی کرنوں میں پہلے سے بھی زیادہ ٹمٹمانے لگی۔ سمندر کی آوارہ موجیں بار بار ساحل کنارے آ کر ریت کو چوم رہی تھیں جیسے ہی لہروں نے واپسی کا رخ کیا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر قدرے جھک کر ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈال کر اس چیز کو گیلی ریت کے اندر سے نکال لیا اور اپنے ہاتھ میں اسے مضبوطی سے تھام کر غور سے دیکھنے لگی۔ یہ ایک نہایت خوبصورت چمکتا دمکتا سیپ تھا۔ جس کی ٹمٹماہٹ اسے مزید دلکش بنا رہی تھی۔ ”شاید یہ سیپ کسی جل پری کے ہار کا ہے۔“ یہ خیال یونہی اچانک سے میرے ذہن میں کوندا تھا کیونکہ سیپ کے خدوخال نہایت قدیم طرز کے تھے اور ایسا سیپ میں نے زندگی میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

میں ابھی غور غور سے اس دلکش سیپ کو الٹ پلٹ کر دیکھ ہی رہی تھی جب ہی میری سماعتوں سے میرے بھائی کی آواز ٹکرائی۔ ”کیسی تم وہاں کیا کر رہی ہو؟“ میرے بھائی نے دور سے آواز لگائی۔ ”ادھر آؤ اور کیکڑوں کو دیکھو۔“

میں نے نہایت آرام کے ساتھ اس سیپ کو اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا اور اپنے بھائی کی جانب بڑھ گئی اس دن ہم سمندر کنارے سورج غروب ہونے تک کھیلتے رہے تھے۔ کالج واپس آنے کے بعد جب میں اپنے کمرے میں آئی تو مجھے اس سیپ کا خیال آیا جو مجھے آج ساحل کنارے سے ملا تھا۔

جیسے ہی میں نے اسے اپنی جیب سے نکالا ٹھیک اسی وقت میری ممی میرے کمرے میں چلی آئیں اور میرے ہاتھ میں کسی چیز کو دیکھ کر مجھ سے بولیں۔ ”کیا آج سمندر کنارے کچھ خاص تلاش کیا ہے؟“

جب میں نے انہیں وہ سیپ دکھا کر انہیں اس بارے میں بتایا کہ کس طرح وہ سیپ میرے ہاتھ لگا تو وہ میری پوری بات سن کر دھیرے سے مسکرائیں اور بولیں۔ ”کیسی میرا بچہ ادھر آؤ میرے پاس کچھ دیر کے لئے۔“ ان کی ممتا سے لبریز آواز ابھری تو میں صوفے پر ان کے پہلو میں جا بیٹھی۔

”یہ سیپ تمہارے پاس کیوں ہے اس کا مطلب جانتی ہو تم؟“ ممی نے پیارے سے میری طرف دیکھ کر پوچھا مگر میں جواباً انہیں سوالیاں نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ وہ مسکرائیں اور بولیں۔ ”اس کا مطلب یہ ہے کہ میری بچی بہت خوش قسمت ہے کیونکہ اسے جل پریوں کے ہار سے نکلا سیپ ملا ہے۔“

ممی کے ایسا کہنے پر مجھے اپنی سماعتوں پر یقین نہ آیا۔ میں انہیں حیرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی اور خوش گوار حیرت سے بولی۔ ”کیا سچ میں ممی؟“ مجھے اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

ممی نے اثبات میں سر ہلا کر کہنا شروع کیا۔ ”ہاں...... روایات میں ہے کہ جب بھی کبھی آسمان پر پورا چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا ہے تو سمندر کی تمام جل پریاں سطح سمندر پر آ کر سمندر کی تمام مخلوقات کے ساتھ جشن مناتی ہیں اور کف دریا پر خوبصورت سفید گھوڑوں کی سواری بھی کرتی ہیں

www.urdupalace.com

ساتھ ہی ساتھ وہ ان ملاحوں کی رہنمائی اور مدد بھی کرتی ہیں جو سمندری طوفان کے باعث اپنا راستہ بھٹک جاتے ہیں یا پھر مصیبت میں ہوتے ہیں وہ کبھی کبھار ساحل کنارے بھی آتی ہیں اور وہی وہ وقت ہوتا ہے جب وہ تمہارے جیسے چھوٹے بچوں کے لئے تحفے رکھ کر چلی جاتی ہیں جیسا کہ یہ ایک تحفہ تمہیں مل چکا ہے۔''

ممی نے تفصیل سے بتایا تو میں انتہائی دلچسپ کہانی سننے کے بعد اشتیاق سے ممی سے پوچھا۔''کیا آپ نے کبھی کسی جل پری کو دیکھا ہے ممی؟''

''ہاں جب میں تمہاری عمر کی تھی تب میں نے اسے دیکھا تھا مجھے بھی بالکل تمہاری طرح ہی ایک ایسا سیپ ملا تھا جس کے اگلے دن ہی شام کو میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔'' ممی نے جواباً کہا تو مجھے حیرت کے کئی شدید جھٹکے لگے۔ میں نے بے تابی سے پوچھا۔''وہ دکھتی کیسی تھی ممی۔''

میری حالت دیکھ کر ممی مسکرا کر بولیں۔''میں تمہیں زیادہ نہیں بتا سکتی میری جان کیونکہ یہ ایک راز ہے۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں کبھی اس بارے میں کسی انسان کو نہیں بتاؤں گی لیکن میری گڑیا میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتی ہوں کہ وہ بہت ہی چمکدار اور خوب صورت تھی اور مجھے یہ احساس ہے کہ بہت جلد تم بھی اپنی کسی جل پری سے ضرور ملوں گی۔'' ممی نے مسکراتے ہوئے ایک آنکھ دبا کر کہا۔

وہ تمام رات مجھے ٹھیک سے نیند نہ آسکی سوچوں کی یلغار تھی جو سونے نہ دے رہی تھی۔ میں بہت پر جوش تھی اور بیڈ پر آنکھیں کھول کر لیٹے ہوئے بس یہی سوچتی جا رہی تھی کہ کیا میں کبھی کسی جل پری سے مل سکوں گی؟ اگر ملوں گی تو اسے کیا کہوں گی؟ ہم کیا باتیں کریں گے؟'' بس یہی سب سوچتے سوچتے وہ تمام رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی۔ اگلے دن ہم Emerald Quay جا پہنچے جہاں ممی ڈیڈی اکثر ہمیں لے جایا کرتے تھے۔ یہ چھوٹی سی الگ تھلگ بے حد خوب صورت اور پرسکون جگہ تھی یہاں کے سمندر کا پانی آئینے کی طرح اس قدر شفاف تھا کہ ہم دور سے ہی پانی کے اندر سکون سے تیرتی ہوئیں مچھلیوں کو بہ آسانی دیکھ سکتے تھے دور کہیں آسمان پر سورج اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ افروز تھا اور بادلوں کا کوئی چھوٹا سا آوارہ ٹکڑا بھی دور دور تک مٹر گشت پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میرا بڑا بھائی سمندر کی چھوٹی چھوٹی مخلوقات کو دیکھنے کے لئے بڑے مزے سے مچھلیاں پکڑنے میں مصروف تھا۔ جبکہ میں اکیلی ہی ساحل کنارے کنکریوں سے کھیلنے لگی تھی اور خود کو خیالوں ہی خیالوں میں جل پریوں کے ساتھ رقص کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ ہر فکر سے آزاد میں گا رہی تھی ہنس رہی تھی اور خود کو سمندر کی ملکہ ایمیلیا تصور کر رہی تھی جو سمندر کی ہر مخلوق کا خیال رکھتی ہے۔

شام ڈھلتے ہم گھر واپس آئے تو سارا دن کھیلنے کے باعث تھکن اور بھوک سے نڈھال تھے ہم سب رات کے کھانے میں بھنی ہوئی تازہ مچھلیوں کے ساتھ چپس آئس کریم اور کوک کی ٹھنڈی بوتلوں سے بہت لطف اندوز ہوئے۔ اس قدر لذیذ کھانا کھانے کے بعد نیند کا خمار سر چڑھ کر بولنے لگا اور سب ہی اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لئے چلے گئے رات کا کوئی دوسرا پہر رہا ہوگا۔ میں بے خبر اپنے کمرے میں سو رہی تھی کہ معاً میری آنکھ بنا کسی وجہ کے ایک جھٹکے سے کھل گئی۔

مجھے اس طرح اچانک آنکھ کھل جانے کی وجہ سمجھ میں نہ آئی۔ میں خالی الذہن آنکھیں کھولے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی کہ معاً دور کہیں ہوا کے دوش پر لہراتی بل کھاتی کوئی مدھم سی آواز میری سماعت سے ٹکرائی۔''کیسی، کیسی۔''

اپنا نام سن کر میں بے اختیار چونک کر اٹھ بیٹھی اور آواز کی سمت کا تعین کرنے لگی۔ مجھے غلط فہمی نہیں ہوئی تھی سو فیصد کسی نے میرا نام نہایت دھیمے سے پکارا تھا۔ از خود میری نگاہیں کھڑکی کی جانب جا ٹھہریں غالباً آواز باہر سے ہی آئی تھی۔ میں اپنے اوپر سے لحاف اتار کر بیڈ سے نیچے اتری اور کھڑکی کے پاس چلی آئی باہر آسمان پر رات کی کالی چادر تنی ہوئی تھی جس کے اوپر پورا چاند اپنی تمام

www.urdupalace.com

ترحشر سمانیوں کے ساتھ محو رقص تھا اور اس کی دھیمی روشنی میں جزیرے کا منظر نہایت دلفریب تھا سمندر کی پرسکون لہریں جب بار بار آ کر اپنا سر ساحل کنارے سے پٹختی تو بے حد رومانوی ماحول پیدا ہو جاتا۔ ٹھنڈی ہوائیں مجھ پر ایک عجیب سا نشہ طاری کرنے پر تلی ہوئی تھیں کہ معاً میں نے ساحل کنارے ایک بڑی سی چٹان پر کسی سراپا وجود کو بیٹھے ہوئے دیکھا جو میری جانب اپنا ہاتھ لہرا رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو جیسے مجھ پر سکتے طاری ہو گیا۔ کیا میری آنکھیں مجھے دھوکا دے رہی تھیں؟ کیا میں کوئی خواب دیکھ رہی تھی؟ جب میں نے مزید دیدے پھاڑ کر غور سے دیکھا تو وہی وجود جو کسی سائے کی طرح تھا مجھے ایک بار پھر اپنی جانب اشارہ کرتا ہوا دکھائی دیا......
اب مجھے سو فیصد یقین ہو گیا تھا کہ باہر جو کوئی بھی تھا غالباً مجھے ہی بلا رہا تھا۔ ”لیکن اس وقت مجھے باہر کون بلا سکتا ہے مجھے تو یہاں کوئی جانتا بھی نہیں ہے؟“ میں نے لمحے کے لئے سوچا مگر پھر جلد ہی ذہن میں آئے اس خیال کو جھٹک دیا۔

میں پندرہ سال کی کم عمر بچی ضرور تھی مگر اب ایسی بھی کوئی ڈرپوک نہ تھی کہ باہر جا کر صورت حال کا جائزہ نہ لے سکوں۔ چنانچہ میں خود میں تمام ہمت و حوصلے کو یکجا کر کے آہستگی سے چلتی ہوئی اپنے کمرے سے باہر آئی اور سیڑھیاں اتر کر نیچے ہال میں چلی آئی۔ پور گھر اندھیرے کی لپیٹ میں تھا میرے ڈیڈ کے اونچے خراٹے پورے گھر میں گونج رہے تھے جو رات کی خاموشی میں بے ہنگم شور برپا کر رہے تھے۔ میرے بدن پہ ہلکی ہلکی کپکپی طاری تھی کیونکہ میرے پاؤں ننگے تھے اور ٹھنڈے فرش پر کھڑے ہونے کی وجہ سے ہلکی ہلکی سردی کا احساس ہونے لگا تھا میں نے خاموشی سے اندھیرے میں اپنی جرابیں اور جوتے تلاش کیے جنہیں پہننے کے بعد میں لانگ کوٹ اوڑھ کر دبے پاؤں چلتی ہوئی صدر دروازے کی جانب بڑھی گھر والے بے خبر گہری نیند سو رہے تھے۔ لہٰذا مجھے اطمینان تھا کہ وہ میری واپسی سے پہلے تک نہیں جاگیں گے۔ میں نے بنا آواز پیدا کیے نہایت احتیاط کے ساتھ دروازہ کھول دیا اور باہر دیکھنے لگ بد مست ٹھنڈی ہواؤں کی آغوش نے میرا استقبال کیا میں نے کوٹ کو اپنے گرد مزید اچھے سے لپیٹا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے باہر چلی آئی۔ ہمارا کاٹیج ساحل کے پاس ہی تھا لہٰذا تھوڑی ہی دیر میں، میں نرم و ملائم ریت پر چلتی ہوئی اس جانب بڑھ رہی تھی۔ جدھر مجھے وہ سایہ دکھائی دیا تھا کھلے آسمان پر پورے چاند کے ساتھ آج ستاروں کی بھی جیسے بارات سجی ہوئی تھی۔ جن کی روشنی میں پورا جزیرہ نہایت سحر انگیز لگ رہا تھا۔ رات کی خاموشی میں سمندر کے پانی کی ہلکی ہلکی آوازیں بہت بھلی لگ رہی تھیں۔

اس وقت میرے علاوہ دوسرا اور کوئی ساحل پر موجود نہیں تھا میں یونہی چلتے چلتے ساحل کنارے پہنچی تو میں نے کسی وجود کو سمندر کے پانی کے اندر اوپر سے نیچے حرکت کرتے ہوئے دیکھا چاند کی دھیمی روشنی میں اس کے چہرے کے نقش و نگار دھندلے تھے مگر اپنی جسمانی خدوخال کے باعث وہ کوئی لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔

”کیسی ادھر آؤ، ادھر آؤ“ ایک پرجوش نسوانی آواز ابھری۔ ایک اجنبی کے منہ سے اپنا نام سن کر مجھے شدید حیرت ہوئی مگر میں بہادری سے بولی۔ ”کون ہو تم؟“

”میرا نام صوفیہ ہے اور میں ایک جل پری ہوں۔“ وہ بولی تو لمحے کے لئے میرے پورے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی اور میں حیرت کی کشتی میں ڈولنے لگی مگر پھر اگلے ہی لمحے جیسے مجھے یکدم سے ہوش آ گیا اور ایک جل پری سے ملنے کا خواب پورا ہوتا دیکھ کر مجھ پر بے انتہا مسرت کی مستی چھا گئی کیف و سرور کی بے پناہ لہریں مجھے اپنے پورے بدن میں دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

”جل پری...... کیا واقعی؟“ میرے لہجے میں بھی حد درجہ حیرت امڈ آئی تھی مجھے اپنی بصارت اور سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ مگر پھر یکا یک میں نے چاند کی ہلکی روشنی میں اس کی لمبی سی خوب صورت سی چمکتی ہوئی دم دیکھی جو چاندنی میں مزید دمک رہی تھی

www.urdupalace.com

اور پانی سے اوپر اٹھی ہوئی تھی۔

''کیا تمہیں میرا وہ تحفہ ملا جو میں تمہارے لئے چھوڑ کر گئی تھی؟'' صوفیہ نے کنارے پر آتے ہوئے مجھ سے پوچھا۔

اب اس کا چہرہ مجھ پر واضح تھا وہ بے حد حسین وجمیل تھی۔ سرخ وسفید رنگت پر بڑی بڑی گول مٹول نیلی آنکھیں، خون کے رنگ جیسے سرخ ہونٹ اور کمر کی پشت پر پھیلتے ہوئے قیامت خیز لمبے ریشمی سرخ بال، اس قدر خوبصورت جل پری کا تصور میں نے کبھی نہیں کیا تھا نہ ہی ایسی حسن پری میں نے کبھی فلموں میں دیکھی تھی

۔''وہ سب جو کل مجھے ساحل کنارے ملا تھا کیا خاص طور پر میرے لئے چھوڑا گیا تھا؟'' میں نے حیرانی سے پوچھا تو صوفیہ نے معصومیت سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا تم ہماری خاص موسم سرما کے وسط کی چاندنی رات کی پارٹی میں آنا چاہو گی؟ ملکہ نے تمہیں یاد کیا ہے۔'' صوفیہ بولی۔

''ہاں ہاں ضرور کیوں نہیں۔'' میں نے پر جوش ہوتے ہوئے خوشی سے کہا۔

اسی لمحے صوفیہ کا خوب صورت سفید گھوڑا لہروں سے سطح سمندر پر ابھرا۔ گھوڑے کے لمبے ملائم بال ہوا میں لہرا رہے تھے اور اس کی دم بھی ادھر سے ادھر جھوم رہی تھی۔ وہ بالکل فرضی کہانیوں جیسا یونیکورن تھا جس کے سر پر ایک شاخ بھی موجود تھا۔ اس منظر کو اپنی جاگتی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ کر لمحے کے لئے میری نظریں پتھرا گئیں۔

چاندکی روشنی میں جل پری صوفیہ اور اس کے خوب صورت سفید گھوڑے کا منظر ہی عجب تھا۔ صوفیہ نے میری جانب ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ اس کے نرم ونازک ہاتھ میں تھما دیا اور سمندر کے ٹھنڈے پانی میں اتر گئی۔ صوفیہ نے سہارا دے کر مجھے اپنے خوب صورت گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا دیا۔ اب میں مکمل طور پر گھوڑے کے رحم وکرم پر تھی۔ اگلے ہی لمحے ہم Emerald Quay کی رنگ برنگی لہروں کے نیچے

حسرت

ایک نرس کا منگیتر بڑی حسرت سے بولا۔ ''جانو۔'' کاش مجھے کوئی حادثہ پیش آتا اور میں تمہارے وارڈ میں ایڈمٹ ہوتا تم میری خدمت کرتی اور میں جلدی ٹھیک ہوتا۔''

یہ سن کر نرس بولی۔ ''جان میرے وارڈ میں داخل ہونے کے لئے کسی حادثہ کی نہیں بلکہ معجزہ کی ضرورت ہے کیونکہ زچہ وارڈ میں میری ڈیوٹی ہوتی ہے۔''

(شرف الدین۔ٹنڈو الہ یار)

غائب ہو گئے دور آسمان پر چمکتی چاند کی روشنی میں ساحل سمندر کے نیچے بکھرے بے شمار رنگ، ہیرے کی مانند چمک رہے تھے اور سمندر کے شفاف پانی سے اوپر آسمان پر چمکتا ہوا چاند بھی بہ آسانی دکھائی دے رہا تھا۔

ہم نجانے کتنی دیر آرام وسکون سے سمندر کی لہروں کے ساتھ سفر کرتے رہے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں ہونے کے باوجود میں ٹھیک سے سب کچھ دیکھ سکتی تھی سن سکتی تھی اور سانس لے سکتی تھی یہ سب میرے لئے کسی سہانے خواب سے کم نہیں تھا جس پر یقین کرنا اب بھی میرے لئے خاصا دشوار تھا دور سے ہی مجھے جادوئی دنیا کا ایک سفید محل دکھائی دیا جس کی بلند وبالا عمارت بڑے شان سے سر اٹھائے کھڑی تھی۔ اس کی دیواریں سنگ مرمر جیسی تھیں جیسے ہی ہم اس کے قرب پہنچے تو مجھے اس کی بلندی، چوڑائی، خوبصورتی اور مضبوطی کا اندازہ ہو گیا۔ ہیرے کی مانند چمکتی وہ خوب صورت عمارت میرے تصورات سے کہیں زیادہ خوب صورت تھی سمندر کی بے پناہ گہرائیوں میں ایسی خوب صورت عمارت دیکھ کر میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ سفید گھوڑا ٹھیک سفید محل کے پاس آ کر رکا تھا۔ صوفیہ نے سہارا

www.urdupalace.com

دے کر مجھے گھوڑے کی پشت سے اترنے میں مدد دی جس کے بعد ہم سفید محل کے بڑے سے مہرابی دروازے سے ہوکر اندر داخل ہو گئے۔ عمارت اندر سے بھی مکمل طور پر سفید تھی۔

ایسی پرشکوہ عمارت کو دیکھ کر میں اپنا آپ کھو بیٹھی میں چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حیرانگی سے دیکھ رہی تھی محل کی خوب صورتی نے مجھے اپنے حسن میں جکڑ لیا تھا۔ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں ایسے شاندار محل میں آخر مجھے ایک عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ جسے میں کوئی نام نہیں دے سکتی تھی یہ سب کوئی خواب تھا یا سراب کوئی افسانہ تھا یا طلسمی کہانی...... کیا تھا یہ؟...... مگر جو بھی تھا میرے خیالات اور تصورات سے کہیں زیادہ آگے تھا۔ دنیا والوں کی نظروں سے اوجھل سمندر کی گہرائیوں میں بھی ایک الگ خوب صورت اور پرسکون دنیا کو دیکھ کر میری حالت بیان سے باہر تھی۔ میں حیران تھی خوش تھی یا کیا...... میں خود نہیں جانتی تھی محل کے راہ داریوں سے ہلکی موسیقی اور قہقہوں کی آواز نیچے ہال تک آ رہی تھی جدھر ہم کھڑے تھے۔

"میرے ساتھ آؤ کیسی۔" صوفیہ نے کہا اور مجھے لے کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گئی جہاں لاتعداد رنگ برنگے خوب صورت سے طرح طرح کے گاؤن موجود تھے۔ جن کے ساتھ ہی زیورات اور چھوٹے بڑے ہر طرح کے تاج بھی پڑے تھے۔ صوفیہ نے میرے لئے سمندری رنگ کا خوب صورت سا گاؤن منتخب کیا جو مجھے بھی بے حد پسند آیا اور پھر وہ مجھے اپنے ہاتھوں سے تیار کرنے لگی صوفیہ نے میرے لباس کے رنگ کے مطابق ہی میرے پیروں میں اسی رنگ کی ہیل والی جوتی پہنائی اور پھر ہلکی ہلکی میچنگ جیولری پہنانے کے بعد اس نے سلور رنگ کا خوب صورت سا چھوٹا سا تاج میرے سر پر سجا دیا۔ تیار ہونے کے بعد جب میں نے خود کو بڑے سے قد آدم آئینے میں دیکھا تو حیران رہ گئی۔ سمندری رنگ کا گاؤن مجھ پر بہت جچ رہا تھا اور اس میں کافی پیاری لگ رہی تھی میں۔ گاؤن بالکل میرے ہی سائز کا تھا جس وجہ سے اسے پہنتے ہوئے مجھے بالکل بھی مشکل پیش نہیں آئی۔ ایسا لباس میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ پہنا تھا جس میں میری شخصیت ہی نکھر گئی تھی۔

میں خود کو آئینے میں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی اور خود کو کسی شہزادی سے کم محسوس نہیں کر رہی تھی۔ "کیسی اب تم جانے کے لئے بالکل تیار ہو۔ میں تمہیں ایک خاص انسان سے ملوانا چاہتی ہوں۔" صوفیہ نے کہا اور مجھے ساتھ لئے ایک ہال نما کمرے میں چلی آئی جس کے اندر داخل ہوتے ہی خوشبو کے ایک مخمور جھونکے نے میرا استقبال کیا سفید اور سنہری چیزوں سے آراستہ وہ ہال نما کمرہ کسی بادشاہ کی خواب گاہ سے کم نہیں تھا۔

ایک پل کے لئے تو مجھے ایسا لگا جیسے میں کسی قدیم زمانے میں آ گئی ہوں اور کسی بادشاہ کے محل میں کھڑی ہو کر اس کے محل کی حسین چیزوں کا نظارہ کر رہی ہوں۔ میں ہر چیز کو بڑے انہماک سے دیکھ رہی تھی جب میری سحر زدہ سی نظر واپس آئی تو بالکل سامنے ہال کے وسط میں بڑی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی ملکہ حسن پر جا ٹھہری جو بڑے شان بے نیازی سے تخت پر بیٹھی ہوئی میری جانب دیکھ کر مسکرا رہی تھی اس کے غیر معمولی حسن کو دیکھ کر لمحے کے لئے میری آنکھیں ساکت رہ گئیں اس کے سر پر سنہری رنگ کا بڑا سا تاج موجود تھا جسے دیکھ کر مجھے اندازہ لگانے میں بالکل دیر نہیں لگی کہ وہی سمندر کی رکھوالی جل پری ملکہ ایملیا تھی۔ ملکہ ایملیا کو اپنے سامنے دیکھ کر میری نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایک دن مجھے ملکہ ایملیا سے ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔ وہ سرخ و سفید رنگت کی حامل نہایت حسین و جمیل جل پری تھی اس کے سونے کے جیسے لمبے گھنے سنہری بال تھے جو نیچے سے گھنگھریالے ہو کر اس کے نرم رخساروں کو چوم رہے تھے اس کی بڑی بڑی نیلی آنکھوں میں سمندر کے نیلے پانی ہی کی طرح بے پناہ گہرائی تھی اس کے خوب صورت چہرے پر چھایا رعب اور دبدبہ تھا وہیں نرمی، پیار اور

www.urdupalace.com

شفقت بھی تھی۔

وہ واقعی سب سے الگ اور بے مثال تھی صوفیہ نے اس کے سامنے اپنی کمر کو تھوڑا سا خم کیا جس کی دیکھا دیکھی میں نے وہی عمل دہرایا تو ملکہ ایملیا مسکرا دی اس کی مسکراہٹ بھی اس کے جیسے حسین تھی پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوئی۔ ''کیسی تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ صوفیہ نے مجھے تمہارے بارے میں سب بتایا ہے ساتھ میں یہ بھی بتایا ہے کہ تمہیں اس کا دیا ہوا وہ تحفہ مل چکا ہے جس وجہ سے اب تم دونوں دوست ہو...... مجھے بتاؤ سمندر کے نیچے تمہیں ہماری یہ دنیا کیسی لگی؟''

''بہت خوبصورت۔'' میں نے جھٹ سے جواب دیا۔ ''میری تو خواہش ہے کہ میں یہاں ہمیشہ کے لئے رہ سکوں۔'' میں نے خوشی سے کہا تو میرا جواب سن کر ملکہ مسکرا دی۔

''میری جان میرے پاس تمہارے لئے کچھ ہے۔''

ملکہ نے کہہ کر اپنے پاس کھڑی ایک اور جل پری کو اشارہ کیا تو وہ ہال نما کمرے سے چلی گئی کچھ دیر بعد واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بکس تھا جسے اس نے ملکہ ایملیا کے حضور پیش کر دیا۔ ملکہ ایملیا اپنے تخت سے اٹھ کر چلتی ہوئی میرے پاس آئی اور اپنے ہاتھوں سے وہ باکس میرے ہاتھوں میں تھما دیا میں نے وہ باکس کھولا تو اس کے اندر نہایت خوب صورت چمکتا دمکتا موتیوں کا ہار تھا جسے دیکھ کر میری آنکھیں چندھیا گئیں۔

''صوفیہ نے مجھے بتایا تھا کہ تم کس قدر خیال رکھنے والی اور پیار کرنے والی انسان ہو، تمہاری اچھائی اور نیکیاں چھپی ہوئی نہیں تھیں یہ نیکلس ایک چھوٹا سا تحفہ ہے میری طرف سے تمہارے لئے، تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ تم کتنی خاص ہو۔''

ملکہ کے منہ سے اپنے لئے تعریفی کلمات سن کر مجھے حد درجہ خوشی کا احساس ہوا۔ ملکہ ایملیا نے اپنے ہاتھوں سے وہ موتیوں کا ہار میرے گلے میں پہنایا اور میں

مبہوت سی ہو کر اس کے حسن میں کھو گئی ایک لمحے کے لئے بھی میری نگاہیں اس کے حسن پر سے نہ ہٹی تھیں، ہم سب نے مل کر ساری رات خوب موج مستی کی۔ ہم ناچے گائے، خوب قہقہے لگائے یہاں تک کہ ایک نئے دن کا آغاز ہو گیا۔ رات ڈھل کر ایک نئے دن میں بدل چکی تھی میں بخوبی جانتی تھی کہ اب میرے جانے کا وقت آ گیا ہے میرے گھر والے مجھے ضرور یاد کر رہے ہوں گے میں سب سے آخری بار مل کر سفید محل کے باہر کھڑے ہوئے خوب صورت سفید گھوڑے کی پشت پر سوار ہو گئی اور دل میں اس یادگار سفر کی بے پناہ یادیں لئے افسردہ سی صوفیہ کے ساتھ واپسی کی طرف گامزن ہو گئی۔

کچھ ہی لمحوں میں ہم ساحل پر موجود تھے میں صوفیہ کی مدد سے گھوڑے کی پشت سے اتر کر پانی سے نکلی اور ساحل کی نرم اور گیلی ریت پہ ایستادہ ہو گئی۔ صوفیہ اپنے سفید گھوڑے کے ساتھ پانی کے اندر ہی موجود رہی۔ چار سو صبح کا ملگجا اجالا دھیرے دھیرے پھیل رہا تھا۔ ہر طرف سکون بخش ٹھنڈی ہوائیں سرگرداں تھیں۔ سمندر کا پانی بار بار ساحل کنارے آ کر نرم ریت میں جذب ہو جانا چاہتا تھا۔ دور دور تک ساحل پر میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

میں نے ایک گہری سانس لے کر اداسی سے صوفیہ سے پوچھا۔ ''کیا ہم پھر کبھی مل سکیں گے؟''

''ہم جل پریاں سال کے خاص وقتوں میں صرف سطح سمندر کے اوپر آتی ہیں جیسا کہ موسم سرما کے وسط میں یا پھر **Halloween** میں جب موسم خاصا بدل جاتا ہے باقی کا سارا سال ہم سمندر کی باقی مخلوقات کا خیال رکھتے ہیں مصروف رہتے ہیں ہم ہر وقت سفر میں رہتے ہیں اس لئے شاید اب کافی دیر کے لئے بھی ہمارا یہاں آنا نہ ہو گا۔'' صوفیہ کے جواب نے مجھے مزید اداس کر دیا یہ سوچ کر میں پھر کبھی اپنی جل پری دوست سے دوبارہ نہیں مل سکوں گی۔

مجھے افسردہ اور اداس دیکھ کر صوفیہ مسکرائی اور بولی ''لیکن ایک بات یاد رکھنا کیسی جوسیپ

www.urdupalace.com

میں نے تمہیں دیا ہے وہ جادوئی ہے جب بھی کبھی تم اداس یا افسردہ ہو تو اس سیپ کو اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھام کر یہ الفاظ دہرانا۔ ''گرم اور چمکیلے سیپ جب بھی میں رات کو سوؤں تو میری حفاظت کرنا اور جب کبھی بھی میں تنہا یا اداسی محسوس کروں تو مجھے یہ یقین اور احساس دلانا کہ تم بھی میری راہ دیکھ رہے ہو۔''

''یہ الفاظ کہنے کے بعد میں ہمیشہ تمہیں جواب دوں گی چاہے جہاں بھی ہوں مگر پھر بھی تمہیں اشارہ بھیجوں گی کہ میں تمہیں سن رہی ہوں اور تمہارے ہی بارے میں سوچ رہی ہو اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کیسی کہ تم بہت ہی اچھی اور پیار کرنے والی انسان ہو اپنا خیال رکھنا۔'' اس کے ساتھ ہی پلک جھپکتے ہی چشم زدن میں صوفیہ اور اس کا سفید گھوڑا غائب ہو گئے۔ اب میں تن تنہا ساحل پر کھڑی تھی اور میری نظریں اب بھی وہیں ساکت تھیں جدھر چند لمحے پہلے صوفیہ اپنے سفید گھوڑے کے ساتھ موجود تھی اب ہوا صرف ڈولتے پانی کے سوا کچھ تھا۔ تاحد نگاہ نیلے پانی کی چادر تنی ہوئی تھی جس کے اوپر بھی نیلے رنگ کے عرش پر بادلوں کی اوٹ سے سورج نے اپنا سر اٹھانا شروع کر دیا تھا۔

ماحول میں ایک سکوت سا طاری تھا۔ صرف لمحہ بہ لمحہ ابھرتے پانی کے شور کی آواز چند لمحوں کے لئے فضاء میں ارتعاش پیدا کر دیتی تھی جب سمندر کی پر سکون لہریں آ کر ساحل سے ٹکراتی تھیں ...... میں بوجھل قدموں سے اپنے کاٹیج کی جانب چل پڑی اور یہ دیکھ کر میں نے سکون کی گہری سانس خارج کی کہ گھر میں اب تک کوئی نہیں جاگا تھا۔ یعنی میرے رات بھر غائب رہنے کا علم کسی کو نہیں ہوا تھا۔ میں خاموشی سے اپنے کمرے میں آئی جس کا دروازہ بند کر کے اپنے بیڈ پر دراز ہو گئی اور رات بھر کی تھکی ہاری جلد ہی نیند کی وادیوں میں جا سوئی آنکھ کھلی تو دن کافی چڑھ آیا تھا میں کافی دیر تک سوتی رہی تھی اور شاید ممی نے بھی مجھے گہری نیند سے جگانا مناسب نہیں سمجھا تھا گزشتہ تمام واقعات میرے ذہن میں تازہ تھے مگر اب [illegible] مجھے کسی خواب کی مانند لگ رہے تھے۔ ان سب کا یقین کرنے کے لئے میں نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا جو میں سونے سے پہلے اتار کر نہ سوئی تھی اور یہ دیکھ کر مجھے خوش گوار، حیرت کا شدید جھٹکا لگا کہ وہ سیپ میرے کوٹ کی جیب میں اب بھی موجود تھا جو صوفیہ نے مجھے دیا تھا۔

میں جلدی سے بیڈ سے اتر کر آئینے کے سامنے آئی تو ایک اور حیرت میری منتظر تھی میرے گلے میں اب بھی وہ نیکلس موجود تھا جو ملکہ ایملیا نے اپنے ہاتھوں سے مجھے پہنایا تھا اب مجھے مکمل یقین ہو گیا تھا کہ وہ سب ایک خواب یا میرا وہم نہیں تھا بلکہ وہ سب ایک اٹل حقیقت تھی جس سے میں گزری تھی اور یہ جان کر مجھے حد درجہ خوشی کا احساس ہو رہا تھا میں نے حفاظت سے اس نیکلس کو اپنی خاص اور قیمتی چیزوں میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا۔ وقت گزرتا رہا اور یونہی کئی سال بیت گئے۔

میں اب ایک بھرپور جوان لڑکی ہو چکی تھی ہم متعدد بار مغربی ویلز واپس گئے مگر پھر کبھی میں اپنی جل پری دوست سے دوبارہ نہ مل سکی اکثر اوقات میں ساحل کنارے کھڑے ہو کر دور تک پھیلے نیلگوں سمندر پر نظریں گاڑ کر یہی امید یہی خواہش کرتی تھی کہ کاش میں ایک بار پھر اسے سمندر کی سطح پر رقص کرتے ہوئے دیکھ سکوں اور جب بھی کبھی مجھے کسی سچے دوست کی ضرورت محسوس ہوتی تھی جس سے میں اپنی ہر فکر ہر پریشانی شیئر کر سکوں تب میں وہ سیپ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھام کر وہ قیمتی الفاظ دہراتی تھی جو صوفیہ نے مجھے ذہن نشین کروائے تھے میرے ایسا کہتے ہی وہ سیپ پہلے سے بھی کہیں زیادہ چمکنے لگتا تھا اور میری سماعتوں سے صوفیہ کی نرم سرگوشی کی آواز ٹکراتی تھی۔ ''کیسی ہمیشہ یاد رکھنا کہ تم کتنی اچھی اور نیک دل ہو۔'' یہی وہ لمحہ ہوتا تھا جب مجھے احساس ہوتا تھا کہ وہ مجھے ہر پل ہر لمحہ دیکھ رہی ہے اور سن رہی ہے اور پھر یہی احساس میرے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر جاتا تھا۔

www.urdupalace.com